قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)
روزنامہ
الفضل
لندن
مدیر۔ابوسعید
Online Edition
منگل 04 مئی 2021ء | 20 رمضان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:106

ارشاد باری تعالیٰ

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔

(سورۃ البقرۃ: 185)

ترجمہ: گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے۔

(صحیح ابن خزیمۃ کتاب الصیام باب فضل شہر رمضان)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کس لیتے اور اپنی راتوں کو زندہ کرتے۔

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان حدیث نمبر ۲۰۲۴)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

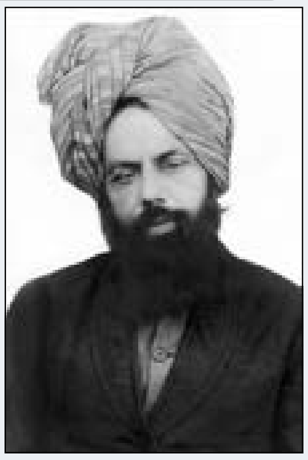

پشیمانی اور ندامت اور تذلل اور انکسار کے ساتھ رجوع کرو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’عقل کیونکر اس بات کو قبول کرسکتی ہے کہ بندہ تو سچے دل سے خداتعالیٰ کی طرف رجوع کرے مگر خدا اس کی طرف رجوع نہ کرے بلکہ خدا جس کی ذات نہایت کریم ورحیم واقع ہوئی ہے وہ بندہ سے بہت زیادہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں خداتعالیٰ کا نام... توّاب ہے یعنی بہت رجوع کرنے والا۔ سو بندہ کا رجوع تو پشیمانی اور ندامت اور تذلّل اور انکسار کے ساتھ ہوتا ہے اور خداتعالیٰ کا رجوع رحمت اور مغفرت کے ساتھ ہوتا ہے‘‘۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلدنمبر 23 صفحہ 133تا134)

میں توبہ کرنے والے کے گناہ بخشتا ہوں خواہ پہاڑوں سے زیادہ گناہ ہوں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’قرآن شریف میں جو خدا نے یہ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے بندو! مجھ سے ناامیدمت ہو۔ میں رحیم وکریم اور ستار وغفّار ہوں اور سب سے زیادہ تم پر رحم کرنے والا ہوں اور اس طرح کوئی بھی تم پر رحم نہیں کرے گا جو مَیں کرتا ہوں۔ اپنے باپوں سے زیادہ میرے ساتھ محبت کرو کہ درحقیقت میں محبت میں ان سے زیادہ ہوں۔ اگر تم میری طرف آؤ تو مَیں سارے گناہ بخش دوں گا۔ اور اگر تم توبہ کرو تو میں قبول کروں گا اور اگر تم میری طرف آہستہ قدم سے بھی آؤ گے تو میں دوڑ کر آؤں گا۔ جو شخص مجھے ڈھونڈے گا وہ مجھے پائے گا اور جو شخص میری طرف رجوع کرے گا وہ میرے دروازے کو کھلا پائے گا۔ میں توبہ کرنے والے کے گناہ بخشتا ہوں خواہ پہاڑوں سے زیادہ گناہ ہوں۔ میرا رحم تم پر بہت زیادہ ہے اور غضب کم ہے کیونکہ تم میری مخلوق ہو۔ میں نے تمہیں پیدا کیا اس لئے میرا رحم تم سب پر محیط ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 56)

فرمان خلیفہ وقت

انشاء اللہ تعالیٰ چند دن تک ہم رمضان کے آخری عشرہ میں داخل ہوں گے جس کے بارہ میں روایات میں آتا ہے کہ اس میں ایک رات ایسی آتی ہے جو لیلۃ القدر کہلاتی ہے۔ یعنی ایسی رات جس میں اللہ تعالیٰ کی خاص نظر اپنے مخلص بندوں پر پڑتی ہے۔ جب ان کی خاص روحانی کیفیت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور قرب کا وہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس وجہ سے مسلمان رمضان کے آخری عشرہ کو عام طور پر بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ عموماً نمازوں، تراویح اور باقی نیکی کے کاموں میں بھی بہت سے ایسے لوگ جو رمضان کے پہلے اور دوسرے عشرہ میں زیادہ توجہ نہیں دیتے، آخری عشرہ میں نسبتاً بہتر حالت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جماعت میں بھی ایسے بہت سے لوگ ہیں جو یہ رجحان رکھتے ہیں اور اس عشرہ میں تہجد اور نوافل کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ دیتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اس کی وجہ یہی ہے کہ بعض احادیث سے ثابت ہے اور اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ اس عشرہ میں ایک رات ہے جو لیلۃ القدر کہلاتی ہے، ایسی رات جو بڑی اہمیت کی حامل رات ہے۔ لیکن اگر صرف ہم اس آخری عشرے کے لئے ہی کوشش کریں اور باقی سارا سال کوئی ایسی کوشش نہ ہو تو کیا یہ چیز ایک انسان کو حقیقی مومن اور عابد بنا سکتی ہے؟ دیکھو خداتعالیٰ تو دوسری جگہ پر کہتا ہے کہ جنوں اور انسانوں کی پیدائش کا مقصد اس کی عبادت کرنا ہے۔ یہ بات کہ صرف ایک رات میں عبادت کرلو یا ایک رات کی تلاش میں دس دن عبادت کر لو تو تمہاری ساری زندگی کی عبادتیں پوری ہو جائیں گی، ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم سے دور لے جائے گی کہ تمہارا مقصدِ پیدائش عبادت کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے رہنا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ زِرّ بن حُبَیش کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے بھائی ابنِ مسعود کہتے ہیں کہ جو سارا سال عبادت کرے، وہ لیلۃ القدر کو پائے گا۔ انہوں نے کہا اللہ ان پر رحم کرے۔

بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

ہوا زمانہ کی جب بھی بگڑتی ہے (منظوم)
رمضان کی برکات
اطاعت: اہمیت اور تقاضے
رمضان کا تیسرا عشرہ۔۔

دربارِ خلافت

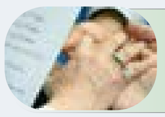

’’ہمارے غالب آنے کے ہتھیار، استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدّنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں‘‘۔(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنی کتاب ’’نزول المسیح‘‘ میں فرماتے ہیں کہ

’’خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ مَیں اُس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے بلکہ اُسی نبی کریم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاکر اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اِس لئے مَیں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔‘‘ (نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 380,381)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام یہاں جس آیت کا حوالہ دے رہے ہیں وہ سورۃ مجادلہ کی یہ آیت ہے کہ: كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ۔ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ (المجادلہ: 22)

چند دن ہوئے مجھے پاکستان سے کسی نے لکھا، گوکہ مَیں لکھنے والے سے متفق نہیں ہوں کیونکہ جس طرح اس لکھنے والے نے تصویر کھینچی ہے، میرے نزدیک اس بات کو عموم کا رنگ نہیں دیا جا سکتا۔ لکھنے والا لکھتا ہے کہ اس بات کو بہت زیادہ جماعت کے لٹریچر اور اشاعت کے ذرائع میں اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نبی اللہ ہیں۔ کیونکہ لوگ آپؑ کو نبی کہنے سے جھجکتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ افرادِ جماعت پر بدظنی ہے۔ اس کو عموم کا رنگ نہیں دیا جا سکتا۔ ہوسکتا ہے کہ اس لکھنے والے کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والے حالات کی وجہ سے مداہنت کا مظاہرہ کرتے ہوں۔ لیکن یہ وہ چند لوگ ہیں جن پر دنیا داری غالب آ جاتی ہے۔ وہ مصلحتوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات کو نہ کبھی دیکھا ہے، نہ پڑھا ہے۔ بلکہ میرے خطبات بھی نہیں سنتے کیونکہ مَیں تو یہ کوشش کرتا ہوں کہ کسی طرح بات سے بات نکلے اور بات سے بات نکالتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام واضح کروں۔ بہرحال اگر کسی کے دل میں یہ بات ہے تو ہر اُس شخص کو جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے یہ واضح ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق نبی اللہ ہیں۔ اور اس بارہ میں اگر دنیا کے کسی بھی خطے میں رہنے والے شخص کے دل میں، جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے، انقباض ہے تو اُس کو دور کر لینا چاہئے۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے اس اقتباس میں فرمایا ہے جو میں نے پڑھا ہے کہ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں مگر بغیر کسی شریعت کے اور نبی کریم اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اور آپ کا نام پاکر اور وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ: 4) کی قرآنی پیشگوئی کے مطابق۔

جہاں تک پاکستان کے احمدیوں کا سوال ہے یا انڈونیشیا کے احمدیوں کا سوال ہے اُن کو تو ظلم کی چکی میں پیسا ہی اس لئے جا رہا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو نبی کیوں کہتے ہیں، نبی کیوں سمجھتے ہیں؟ اس لئے سوائے اِکّا دکّا مداہنت اختیار کرنے والے کے عموم کے رنگ میں پاکستانی احمدیوں کے بارہ میں یہ کہا ہی نہیں جا سکتا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو نبی نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہمارے مخالفین تو مبالغہ کرتے ہوئے احمدیوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو آخری نبی مانتے ہیں۔ حالانکہ کوئی احمدی کبھی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور آخری شرعی نبی ہو سکتا ہے اور آپ سے بڑھ کر کسی کا مقام ہوسکتا ہے۔ یہ تو آنحضرت صلی

بقیہ صفحہ 5 پر

ہوا زمانہ کی جب بھی کبھی بگڑتی ہے

ہوا زمانہ کی جب بھی کبھی بگڑتی ہے
مری نگاہ تو بس جا کے تجھ پہ پڑتی ہے
بدل کے بھیس معالج کا خود وہ آتے ہیں
زمانہ کی جو طبیعت کبھی بگڑتی ہے
زبان میری تو رہتی ہے ان کے آگے گنگ
نگاہ میری نگاہوں سے ان کی لڑتی ہے
الجھ الجھ کے میں گرتا ہوں دامن تر سے
مری امیدوں کی بستی یونہی اجڑتی ہے
منٹ منٹ پہ مرا امتحان لیتے ہیں
قدم قدم پہ مصیبت یہ آن پڑتی ہے

کلام محمود

آج کی دعا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

(مستدرک حاکم)

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔

حضرت ابنِ عمرؓ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ عید الفطر میں گھر سے نکلنے سے لے کر عید گاہ تک یہ تکبیرات دہراتے تھے۔

یہی تکبیرات ایام تشریق میں بھی با آوازِ بلند مسلسل دہرائی جاتی ہیں (9 ذوالحجہ کی فجر سے 13 ذوالحجہ کی عصر تک)۔

احادیث میں آپ ﷺ سے عید الفطر کے دن مندرجہ ذیل سنن مذکور ہیں:

نمازِ عید الفطر سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرنا۔ غسل کرنا۔ اچھا لباس پہننا۔ خوشبو لگانا۔ نمازِ عید الفطر سے پہلے طاق کھجوریں کھانا۔ نماز عید کے لئے عید گاہ جانا۔ عید گاہ پیدل جانا۔ اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ عید گاہ جانا۔ ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا۔ گھر سے عید گاہ تک مندرجہ بالا تکبیرات دہرانا۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

تبرکات حضرت مرزا بشیراحمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ

رمضان کی برکات

گزشتہ پچیس تیس سالوں میں یہ عاجز قریباً ہر سال رمضان کے مہینہ میں دوستوں کی یاددہانی کے لئے عموماً اور اپنی بیداری کے لئے خصوصاً بعض نصائح لکھتا رہا ہے۔ مگر اس سال جلسہ سالانہ کے بعد سے طبیعت کچھ ایسی خراب چلی آرہی ہے کہ کسی لمبے مضمون کو لکھنے کی ہمت نہیں پیدا ہوتی۔ اس لئے محض ثواب کی نیت سے ذیل کے چند کلمات لکھ رہا ہوں۔ امید ہے جو دوست ان کلمات کو غور سے پڑھیں گے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے وہ انشاء اللہ رمضان کی برکات سے محروم نہیں رہیں گے۔

(1) یاد رکھنا چاہئے کہ رمضان ایک بڑا ہی مبارک مہینہ ہے جو انسان کے دل میں ایک طرف محبتِ الٰہی کی تپش اور دوسری طرف مخلوقِ خدا کی ہمدردی اور شفقت پیدا کرنے کی خاص الخاص صلاحیت رکھتا ہے۔

(2) اس مبارک مہینہ میں تمام وہ صفات اور تاثیرات بصورتِ اتم ہیں جو ہمارے دین اور مذہب میں عبادت کی جان ہیں۔ یعنی نماز اور روزہ اور دعا اور ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ کلامِ پاک اور صدقہ و خیرات۔ اور اس مہینہ کے آخر میں ایک مخصوص عشرہ اِنْقِطَاعٌ مِنَ الدُّنْیَا اور اِنْقِطَاعٌ اِلَی اللّٰہِ کا مقرر کر کے اور پھر اس عشرہ میں ایک مخصوص رات کو دعاؤں اور ذکرِالٰہی کے لئے کلیتہً وقف کر کے رمضان کی عبادتوں میں گویا ایک گونہ معراج کی سی کیفیت پیدا کی گئی ہے۔

(3) پس دوستوں کو چاہئے کہ رمضان کی ان ساری برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور حتی الوسع شرعی عذر (یعنی بیماری اور سفر) کے بغیر روزہ ہرگز ترک نہ کریں۔ اور شرعی عذر کی صورت میں اپنی حیثیت کے مطابق مسنون طریق پر فدیہ دیں۔

(4) اس مہینہ میں مقررہ پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ نمازِ تہجد کا بھی خاص التزام کیا جائے اور جن دوستوں کو توفیق ملے وہ نمازِ ضحیٰ بھی پڑھنے کی کوشش کریں۔ جو دن کے لمبے ناغہ میں ذکرِ الٰہی کا موقع پانے اور خوابیدہ روح کو بیدار کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ اور جس کا وقت نو ساڑھے نو بجے صبح کے قریب سمجھنا چاہئے۔ تراویح کی نماز جو عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے وہ تہجد کی نماز کا ہی ایک ادنیٰ قسم کا بدل ہے مگر کمزور اور بیمار لوگوں کے لئے بھی غنیمت ہے۔ اور جن دوستوں کو دونوں کی توفیق مل سکے وہ دونوں سے فائدہ اٹھائیں۔

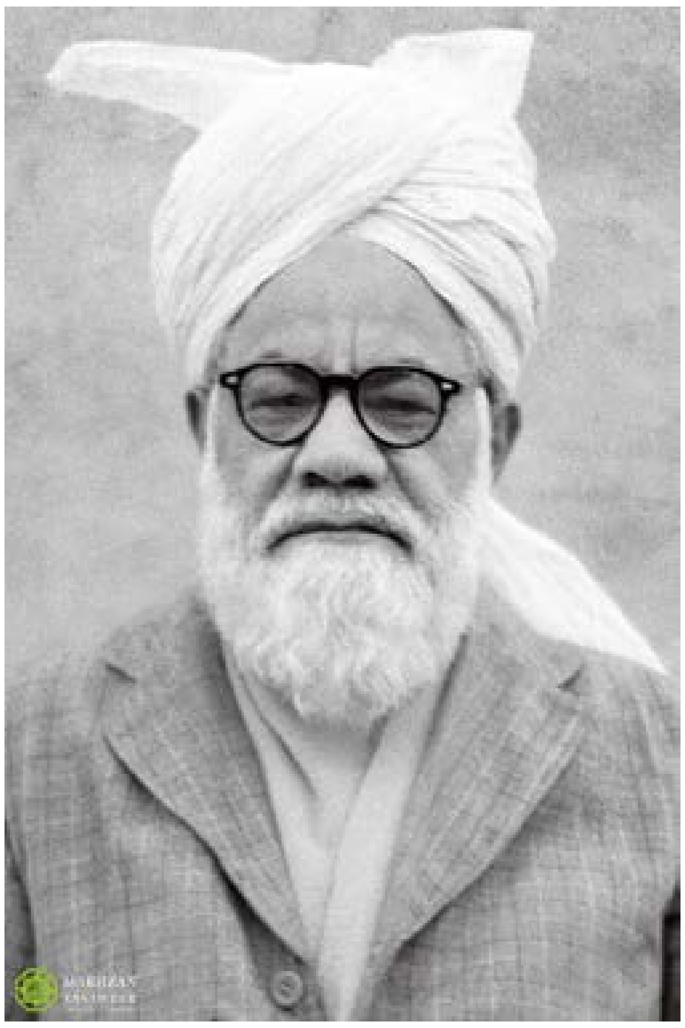

(5) اس مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کے دو دور مکمل کئے جائیں ورنہ کم از کم ایک تو ضرور ہو اور ہر رحمت کی آیت پر خدا کی رحمت طلب کی جائے اور ہر عذاب کی آیت پر استغفار کیا جائے۔

(6) اس مہینہ میں دعاؤں اور ذکرِالٰہی پر بھی بہت زور ہونا چاہئے۔ اور دعا کے وقت دل میں یہ کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے کہ ہم گویا خدا کے سامنے بیٹھے ہیں۔ یعنی خدا ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں۔ دعاؤں میں اسلام اور احمدیت کی ترقی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور درازی عمر اور سلسلہ کے مبلّغوں اور کارکنوں اور قادیان کے درویشوں اور ان کے مقاصد کی کامیابی کو مقدم کیا جائے۔ عمومی دعاؤں میں رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202) بڑی عجیب وغریب دعا ہے اور نفس کی تطہیر کے لئے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ (الانبیاء:88) غیرمعمولی تاثیر رکھتی ہے۔ اور استعانت باللہ کے لئے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ (صحیح ترمذی کتاب الدعوات عن رسول اللہ) کامیاب ترین دعاؤں میں سے ہے اور سورۃ فاتحہ تو دعاؤں کی سرتاج ہے۔

(7) برکات کے حصول کیلئے کثرت کے ساتھ درود پڑھنا اول درجہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں کہ ایک رات میں نے اس کثرت سے درود پڑھا کہ میرا دل وسینہ معطر ہوگیا۔ اس رات میں نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے نور کی مشکیں بھر بھر کر میرے مکان کے اندر لئے آرہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ نور اس درود کا ثمرہ ہے جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا ہے۔

(8) روزہ کے دوران میں خصوصیت سے ہر قسم کی لغو حرکت اور بے ہودہ کلام اور جھوٹ اور دھوکا اور بددیانتی اور ظلم وستم اور ایذارسانی اور استہزاء اور گالی گلوچ سے اس طرح اجتناب کیا جائے کہ گویا انسان ان باتوں کو جانتا ہی نہیں۔ تا کہ رمضان کا یہ روحانی سبق دوسرے ایام کے لئے بھی ایک شمع ہدایت بن جائے۔

(9) رمضان کی ایک خاص عبادت جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے صدقہ و خیرات ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس طرح صدقہ و خیرات کرتے تھے گویا کہ آپ کا ہاتھ ایک تیز آندھی ہے جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔ اور رمضان کے آخر میں صدقۃ الفطر تو بہرحال ہر غریب و امیر خورد و کلاں اور مردوزن پر فرض ہے۔

(10) رمضان کا آخری عشرہ اپنی برکات اور قبولیت دعا کے لئے خصوصی تاثیر رکھتا ہے۔ اس لئے اس عشرہ میں نوافل اور ذکرِ الٰہی اور دعا اور تلاوتِ قرآن مجید اور درود پر بہت زور دینا چاہئے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے اور ان کے ضروری فرائض منصبی میں حرج نہ لازم آتا ہو وہ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھ کر بھی اس کی مخصوص روحانی برکات سے فائدہ اٹھائیں۔ ورنہ کم از کم اس عشرہ کی راتوں اور خصوصاً طاق راتوں میں خصوصیت کے ساتھ نوافل اور ذکرِ الٰہی اور دعاؤں پر زور دیں تا کہ اگر خدا چاہے تو وہ مبارک رات میسر آجائے جو عمر بھر کی راتوں سے زیادہ بابرکت شمار کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس رمضان کی برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق دے تا کہ جب رمضان گزر جائے تو خدا کے فرشتے ہمیں ایک بدلی ہوئی مخلوق پائیں اور ہمارے لئے دین و دنیا میں غیرمعمولی ترقی کے رستے کھل جائیں۔ آمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

(محررہ 5مارچ 1960ء)

(روزنامہ الفضل ربوہ 9 مارچ 1960ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

ان کا مقصد یہ ہے کہ لوگ صرف اسی ایک رات پر تکیہ نہ کرلیں ورنہ وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ رات رمضان میں آتی ہے اور یہ کہ آخری عشرہ میں آتی ہے۔ (مسلم کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر۔۔۔۔ حدیث نمبر 2777)

صحابہ تو اس بات کی گہرائی سے واقف تھے کہ صرف آخری عشرہ کی عبادتیں لیلۃ القدر دیکھنے کا باعث نہیں بن جاتیں بلکہ انسان کو اپنے مقصدِ پیدائش کو سامنے رکھتے ہوئے جب اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ اگر چاہے تو اپنے بندوں کی تسلی کے لئے ان کو اپنے خاص فضل سے نوازتے ہوئے ان سے اپنے قرب کا اظہار کرنے کے لئے وہ کیفیت پیدا کر دیتا ہے، وہ حالت پیدا کر دیتا ہے جس میں ایک عابد بندے کو یہ خاص رات میسر آجاتی ہے۔ اور ایک عجیب روحانی کیفیت میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک مؤمن سے اس کے ایمانی عہد اور بندگی کے عہد کو پورا کرنے پر جس میں ہر لحظہ ایک مؤمن کے عمل میں ترقی نظر آتی ہے اور آنی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 20 اگست 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ڈاکٹر محمد ظفر وقار کاہلوں، امریکہ

اطاعت: اہمیت اور تقاضے

اطاعت اپنی مرضی، خواہش اور ذاتی رائے کو کسی دوسرے کی خاطر چھوڑ دینے اور اُسکی بات پر عمل کرنے کو کہتے ہیں، جس کی اطاعت کی جاتی ہے اُسے مطاع کہا جاتا ہے اور اطاعت کرنے والا مطیع یا اطاعت گذار کہلاتا ہے، موقع محل کی مناسبت سے اطاعت کی مختلف اقسام اور مخصوص حدود و قیود ہوتی ہیں جن کا تعین مطاع اور مطیع کا باہمی معاملہ ہوتا ہے جیسے کسی دفتر میں سب کام کرنے والوں پہ لازم ہوتا ہے کہ وہ ملازمت کے اوقاتِ کار میں دفتر کے انچارج کی دفتری معاملات میں اطاعت کریں، لیکن باقی معمولاتِ زندگی میں دفتر کے انچارج کی اطاعت کی ضرورت نہیں ہوا کرتی بہرحال دفتری معاملات میں عدم اطاعت سے ملازمت ختم ہوجاتی ہے۔ ایک مُلک کے شہریوں پر اس مُلک کے ٹریفک، ٹیکس اور دیگر جملہ قوانین کی اطاعت لازم ہوتی ہے اور عدم اطاعت پر جرمانوں اور سزاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، موجودہ کرونا وائرس کی وبا سے بچاؤ کے ضمن میں متعلقہ محکمہ صحت کی ہدایات اور ایس او پیز کی اطاعت کرنے والا محفوظ جبکہ عدم اطاعت کرنے والا موت کا شکار ہوسکتا ہے، ایک مذہب کے پیرو ہونے کے ناطے اطاعت کا دائرہ تمام تر معمولاتِ زندگی پر محیط ہوتا ہے، عدم اطاعت کی صورت میں جہنم کا خوف ہوتا ہے اور مذہب کے پیروکار روزمرّہ جملہ اُمور میں اپنے مذہبی اُصولوں اور احکام پر عمل کرنے سے جنت کی اُمید رکھتے ہیں۔

کائنات میں ہر پیمانہ پہ اطاعت کی کارفرمائی: ہماری زمین کروی شکل رکھتی ہے اور ایک خاص رفتار کے ساتھ سورج کے گرد ایک مقررہ فاصلے پہ ایک بیضوی مدار میں چکر لگاتے ہوئے خلا میں مسلسل محوِ پرواز ہے جبکہ زمین کے باسی اسے ساکن اور سورج چاند کو حرکت کرتا ہوا محسوس کرتے ہوئے اس پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ زمین کی گردش کے نتیجے میں سال کے مختلف موسم بنتے ہیں اور مختلف اجناس اور پھل ان موسموں میں پیدا ہوتے ہیں۔ زمین سورج کے گرد چکر لگانے کے ساتھ ساتھ بذاتِ خود بھی ایک خاص رفتار سے اپنے محور کے گرد گھوم رہی ہے۔ زمین کے اس گھومنے کی وجہ سے دن رات بنتے ہیں۔ ہماری زمین کے علاوہ مختلف جسامت کے بعض اور سیارے بھی ہیں جو خلا میں سورج کے گرد مختلف فاصلوں پہ اپنے اپنے مداروں میں مختلف رفتاروں سے اپنے محوروں کے گرد گھومتے ہوئے چکر لگا رہے ہیں۔ ہمارا یہ نظامِ شمسی ایک کہکشاں کا بہت ہی چھوٹا سا حصہ ہے اور اس کہکشاں میں محوِ پرواز ہے یہ کہکشاں خلا میں خود ایک بڑی کہکشاں کے گرد گھوم رہی ہے۔ اس طرح کی لاتعداد چھوٹی بڑی کہکشائیں ہیں جو اس وسیع وعریض کائنات میں مسلسل محوِ گردش ہیں اور سب کی سب ایک مربوط و منظم نظام کی کامل اطاعت کر رہی ہیں۔ اس اطاعت کی وجہ سے یہ عظیم الشان نظام رواں دواں ہے۔ کائنات کے وسیع و عریض نظام کے علاوہ مادے کے چھوٹے سے چھوٹے ذرے ایٹم کو لیں جو آنکھ سے نظر تک نہیں آتا اِسکے مرکز نیوکلیس میں پروٹان اور نیوٹران کے ذرات ہوتے ہیں، پھر نیوکلیس کے باہر ننھے منھے الیکٹرانوں کے جُھرمٹ ہوتے ہیں جن کی تعداد ہر مخصوص ایٹم کے سائز کی مناسبت سے کم و بیش ہوتی ہے۔ یہ الیکٹران مختلف مداروں میں ان مداروں کے سائز کے مطابق اپنی کم یا زیادہ تعداد کیساتھ ہمہ وقت محوِ پرواز رہتے ہیں۔ الیکٹران نیوکلیس کے گرد اپنے مداروں میں گھومنے کے علاوہ اور کام بھی بجا لارہے ہوتے ہیں۔ ان کاموں میں خود گھومنا بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ الیکٹران خاص شرائط کے تحت اپنے مخصوص مدار سے پھلانگ کر دوسرے مداروں میں چلے جائیں اور پھر واپس اپنے مدار میں واپس آجائیں تو لیزر اور دیگر ایجادات کیلئے پلیٹ فارم مہیا ہوتا ہے یہ سب کُچھ ایک نظام اور قانون کی مکمل اطاعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہوتا ہے۔ الغرض چھوٹے بڑے ہر پیمانہ پر درکار مخصوص نظام کی اطاعت ہو رہی ہے اور انسانیت اس سے فیضیاب ہو رہی ہے، پھر خود انسانی جسم ہمارے خالق و مالک کی صنّاعی کا ایک حیرت انگیز شاہکار ہے جس میں مختلف نظام باہمی ہم آہنگی سے کامل اطاعت کے تحت اپنے اپنے مفوضہ کام بجا لارہے ہوتے ہیں اور انسان صحت مند اور توانا رہتا ہے، جونہی کہیں اطاعت میں رخنہ آئے انسان بیمار پڑ جاتا ہے مثلاً کینسر میں انسانی جسم کے بعض خلیے (سیل) جسم کے باقی نظام سے بغاوت کرتے ہوئے ازخود بڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنے حصے سے زیادہ خوراک غصب کرتے ہیں اگر ایسے باغی سیلز والے حصہ کا علاج نہ کیا جائے تو پورا انسانی جسم ہلاک ہو جاتا ہے، اس طور یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی نظام کی بقا اور بہترین کارکردگی کیلئے اطاعت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

مذہب کے توسط سے اللہ کی اطاعت: اشرف المخلوقات انسان کی پیدائش پر اللہ کے حکم سے فرشتے سجدہ ریز ہوئے مگر ابلیس نے سجدہ سے انکار کر دیا کہ میں انسان سے افضل ہوں، یوں انسانی پیدائش پر اوّلین مرحلہ اطاعت کا پیش ہوا اور فرمانبرداری فرشتوں کا خاصہ اور نافرمانی ابلیسیت کا دوسرا نام ٹھہرا۔ ابلیس نے انسانوں کو ورغلانے اور اللہ کی اطاعت کے دائرہ سے باہر نکال کر اپنے ساتھ ملانے کا مشن سنبھال لیا، ابلیس کی بظاہر خوشنما مگر دراصل انتہائی غلیظ، گندی اور خطرناک چالوں سے بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء دُنیا میں بھیجنے کا سلسلہ جاری کیا تا وہ انسانوں کو اللہ کی اطاعت اختیار کرنے کا درس دیں۔ خوش بخت انسان انبیاء کی آواز پر لبیک کہہ کر اللہ کی اطاعت اختیار کر کے اُن کی جماعت میں شامل ہوتے رہے۔ دوسری طرف شیطان اور اُسکے پیرو مسلسل اپنی کوششوں میں سرگرداں رہتے رہے کہ انبیا کی جماعت کے لوگوں کو بہلا پھسلا کر اللہ کی اطاعت کے دائرہ سے باہر نکال سکیں۔ انبیاء اپنی جماعتوں کو درسِ اطاعت دیتے رہے ہیں۔ انبیاء کی وفات کے بعد اُن کی قائم کردہ جماعت کے سربراہ اور آگے درجہ بدرجہ عہدہ داران اس جماعت کے جملہ افراد کو دائرہ اطاعت کے اندر رہنے کا درس دیتے رہے۔ انبیاء کی جماعتوں کی طرف سے تبلیغی کوششیں بھی جاری رہیں جن کا ایک اور مقصد مزید لوگوں کو ابلیس کے چنگل سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے جُوئے کے نیچے لانا رہا، دُنیا کے سبھی مذاہب اپنے علاقہ اور وقت میں یہ مشن لیکر آتے رہے ہیں یہاں تک کہ دُنیا ایک عالمگیر اور دائمی مذہب کی پیاس محسوس کرنے لگی تب اللہ تعالیٰ نے پیارا مذہب اپنے محبوب رسول ھادی دوجہاں محمد مصطفٰے ﷺ کے ذریعہ اسلام کی شکل میں نازل کیا، اب اللہ تعالیٰ کی اطاعت ھادی دوجہاں ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے حقیقی مسلمان بننے سے مشروط ہے۔ دُنیوی اُمور میں مُلکی قوانین پہ عمل کرنا اطاعت کی ایک شکل ہے لامذہب اور دُنیادار شخص عموماً ایسی اطاعت سزاؤں اور جرمانوں سے بچنے جبکہ مسلمان ایسی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت گردانتے ہوئے بجالاتا ہے۔

اسلام میں اطاعت کا مقام و مرتبہ: دینِ فطرت اسلام جو سب علاقوں اور سب زمانوں کیلئے ہے یہ انسانوں کو ابلیس کے گندے باغیانہ حملوں سے بچانے اور ہر قسم کے خطرات کے طوفانوں سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے حسین دائرہ میں لانے کی غرض سے نازل ہوا ہے۔ اسلام کا عربی ماخذ سَلِمَ ہے جس کے معنی امن، خالص پن، فرمانبرداری اور اطاعت کے ہیں۔ مذہبی اصطلاح میں اسلام کا مطلب اللہ کی رضا پر سر جھکا لینا اور اللہ کے احکام کی فرمانبرداری کرنا ہے۔ چونکہ انسان سے کمزوریوں اور خطاؤں کے سرزد ہونے کا احتمال ہمیشہ رہتا ہے لہٰذا قدم قدم پہ وہ اللہ تعالیٰ کے رحم اور مغفرت کا حاجت مند ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات جو قُرآنِ کریم اور احادیث میں مذکور ہیں اُن پہ عمل کرنا اللہ کی اطاعت میں آنے کا ہی نام ہے اور جو لوگ شب و روز ہر معاملہ میں کامل طور پہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل و کرم کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ ہر شخص کا اطاعت اختیار کرنے کا معیار مختلف ہوتا ہے اِسی معیارِ اطاعت کی مناسبت سے ہر شخص الٰہی انعامات کا مورد بنتا ہے۔ اطاعت و فرمانبرداری کے تمام طریق اور تفاصیل کا اوّلین ماخذ و منبع اللہ تعالیٰ کا پاک کلام قُرآنِ مجید ہے پھر پیغمبرِ اسلام کا نمونہ اور فرمودات جو سنت و حدیث کی شکل میں ہیں وہ سب اطاعتِ الٰہی کا مجسم درس ہیں۔

اسلام میں رضا کارانہ اطاعت، اس کا محرک جذبہ ایمانی اور محبتِ الٰہی: دُنیوی معاملات میں اطاعت عموماً کسی کے ڈر، رعب یا کسی وقتی لالچ وغیرہ کی بنا پر باعثِ مجبوری ہوتی ہے۔ مگر اسلام میں اطاعت کا جو تصور ہے وہ یکسر مختلف ہے۔ اسلام میں اطاعت اگرچہ ایک بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتی ہے مگر اس ضمن میں کسی قسم کے جبر روا رکھے جانے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ایمانیات اور عبادات کے ضمن میں عدم اطاعت کی صورت میں کسی بدنی سزا کا کوئی ادنیٰ سا تصور بھی اسلام میں نہیں ہے۔ ہاں البتہ مومنین کو خبردار کرنے اور یاد دہانی کرانے کی غرض سے اطاعت کی ضروت، حکمت اور برکات سے ضرور آگاہ کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔ «تو کہہ! اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو پس اگر وہ پھر جائیں تو اِس (رسول) پر صرف اس کی ذمہ داری ہے جو اس کے ذمہ لگایا گیا ہے اور تم پر اس کی ذمہ داری ہے جو تمہارے ذمہ لگایا گیا ہے اور اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول کے ذمہ تو صرف بات کو کھول کر پہنچا دینا ہے»۔ (النور۔ ۵۵) «جو رسول کی اطاعت کرے تو سمجھو کہ اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو لوگ پیٹھ پھیر گئے تو یاد رہے کہ ہم نے تجھے اُن پہ نگہبان بنا کر نہیں بھیجا» (النساء۔ 81)۔ اسلام کے شرعی قوانین جن سے روگردانی عدم اطاعت کے زمرے میں آتی ہے اُن کے نفاذ کے سلسلے میں باقاعدہ سزائیں قران کریم میں موجود ہیں اور اُن کا بنیادی تعلق معاشرتی اصلاح سے ہے۔ مثلاً۔ قتل، اغوا، زنا، ڈاکہ، چوری، خیانت وغیرہ جرائم کی سزائیں۔ ایسے جرائم کیلئے دُنیا کا ہر مُلک اور مذہب سزائیں تجویز کرتا ہے۔ جرائم پہ شریعت کی عائد کردہ سزاؤں پہ عمل درآمد کرانا عدالتوں اور حکومتوں کا کام ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کے زُمرہ میں آتا ہے جو ظالموں کو سزا دینے جبکہ مظلوموں اور کمزوروں کی حفاظت اور دادرسی کی غرض سے ہے تا لوگ امن و امان کے ساتھ محفوظ زندگی گذار سکیں۔

اطاعت کا دائرہ کار اور برکت: نیکی اور اچھائی کی باتوں کے علاوہ روزمرہ کے معاملات میں بھی اطاعت لازم ہے لیکن اگر کوئی حاکم یا عہدہ دار کسی ایسی بات کا حکم دیتا ہے جو معصیت پہ مبنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے زُمرہ میں آتی ہے تو ایسی صورت میں اطاعت کرنی غیر واجب ہو جاتی ہے کیونکہ ایسی بات پہ عمل اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے دائرہ سے باہر نکلنے کے مترادف ہوگا۔ حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا امام کی اطاعت اور فرمانبرداری ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے خواہ وہ امر اس کیلئے پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ جب تک وہ امر معصیت نہ ہو لیکن جب امام کھلی معصیت کا حکم دے تو اس وقت اسکی اطاعت اور فرمانبرداری نہ کی جائے۔ (ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی الاطاعۃ)۔ اطاعت کے نتیجہ میں روزمرّہ کے جملہ اُمور کے فیصلے قرآن و سُنت کی روشنی میں متفقہ طور پہ طے پاتے ہیں اور باہمی اتفاق واتحاد سے طاقت و قوت حاصل ہوتی ہے، اس کے برعکس عدم اطاعت کے نتیجہ میں سب طاقت و رعب جاتے رہتے ہیں اور مایوسی ہاتھ آتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

''اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے رہا کرو اور آپس میں اختلاف نہ کیا کرو (اگر ایسا کروگے) تو دل چھوڑ بیٹھو گے اور تمہاری طاقت جاتی رہے گی اور صبر کرتے رہو اللہ یقیناً صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے'' (سورۃ الانفال: 74)۔

اطاعت کا اجر: اطاعت کے اجر کا انحصار اطاعت کے محرک پر ہوتا ہے۔اطاعت کے محرکات مختلف ہوسکتے ہیں۔اطاعت جبری ہوسکتی ہے جیسے ایک قیدی یا غلام اپنے مالک کی اطاعت پر مجبور ہوتا ہے۔ایک شخص اگر کسی کی اطاعت کرتا ہے تو اُسکی اطاعت اپنی دلی رضا اور ذاتی خوشی کی بنا پر بھی ہو سکتی ہے تا جس ہستی کی اطاعت کی جاتی ہے اُسکا مزید پیار اور رضا حاصل ہو یا پھر وہ شخص اس لئے اطاعت کرنے پر مجبور ہوگا کہ عدم اطاعت کی صورت میں سزا کا خوف دامنگیر ہوگا۔بعض صورتوں میں اطاعت کا محرک محض وقتی لالچ اور فائدہ کا حصول ہوا کرتا ہے۔کسی ہستی کی اطاعت اُسکی محبت و عشق میں مست ہوکر طبعی جوش و جذبہ اور ذاتی خوشی سے کرنے کی مثال اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جو اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی جماعتوں میں شامل ہونے اور اُن جماعتوں کے نظام کی اطاعت کی صورت میں ہوتی ہے۔جبری اطاعت کی مثال ایک کمزور بے بس قیدی یا غلام کی اپنے قہّار و جبّار مالک یا آقا کی اطاعت کرنے سے دی جاسکتی ہے جبکہ گدھے کو باپ بنانے کا محاورہ ذاتی مفاد اور لالچ کی خاطر اطاعت کرنے والی صورتِ حال پر صادق آتا ہے۔ایک طالب علم مجبوری، لالچ اور خوف کی وجہ سے اپنے استاد کا مطیع و فرمانبردار بن سکتا ہے کہ اُستاد اُسے فیل نہ کرے اور یہ کہ اُسے اچھے نمبروں میں پاس کردے۔لیکن اگر ایک دوسرا طالب علم اپنے اُستاد کی دلی عزت و احترام اور محبت کے جذبہ کے تحت اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے تو بظاہر تو دونوں طالب علم اپنے اُستاد کے فرمانبردار ہیں مگر اُن میں واضح فرق ہوتا ہے اور وقت گذرنے کے ساتھ یہ فرق نمایاں تر ہوجاتا ہے۔اُستاد نے کئی سالوں پہ محیط عرصہ میں زندگی کے مختلف ادوار میں شدید محنت سے حاصل کیا ہوا اپنا قیمتی علم شاگرد کو عطا کرنا ہوتا ہے۔اُستاد جس کا علم اور تجربہ شاگرد سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے اُس کیلئے اپنے شاگرد کی اطاعت کے محرک کو سمجھنا چنداں مُشکل نہیں ہوتا اور وہ اپنے حقیقی اطاعت گذار طالب علم کو ہر ممکن طریق اور ذریعہ سے اپنے علم سے زیادہ سے زیادہ مستفیض کرنے کی سعی کرتا ہے۔دوسری طرف بہ امر مجبوری اطاعت کرنے والا طالب علم عموماً اپنے اُستاد سے بمُشکل واجبی سا علم حاصل کرتا ہے۔دیکھا گیا ہے کہ عمومی طور پہ جو شاگرد اپنے استاد کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کمزور ہوگا وہ اپنے استاد کی باتوں کو غور و فکر سے نہیں سُنے گا اور وہ علم حاصل کرنے میں بھی اُسی نسبت سے کمزور ہوگا۔ایسا طالب علم اکثر صورتوں میں علم کے حصول کا سفر ادھورا چھوڑ جاتا ہے اور عموماً زندگی میں اعلیٰ کامیابی حاصل نہیں کر پاتا۔کسی ادارے میں جب لوگ ملازمت پہ لئے جاتے ہیں تو عموماً اُنہیں ادارے کے سربراہ کی طرف سے اُن کی تعلیم، تجربے اور کام کی مناسبت سے تنخواہ ملنی شروع ہوجاتی ہے۔ایک شخص اگر ادارے کے جُملہ اُمور میں سربراہ کی ہدایات کی ہر ممکن اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے بھرپور محنت، لگن اور توجہ سے اپنے مفوضہ کام کو احسن طور پہ ادا کرے تو نہ صرف یہ کہ اُس کی تنخواہ بڑھتی جاتی ہے بلکہ وہ اس ادارے کا ایک اٹوٹ انگ بن جاتا ہے لیکن جو شخص ادارے کے سربراہ کی اطاعت کرنے میں سُست اور لاپرواہ ہو اُسے ملازمت سے فارغ کردیا جاتا ہے بیشک وہ اعلیٰ قابلیت کا مالک اور محنت کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔

اطاعت کا بے مثال درس پنجوقتہ نماز: اطاعت و فرمانبرداری کا بہترین اظہار نمازِ باجماعت میں ہوتا ہے۔نماز اطاعت و فرمانبرداری کا عملی درس دیتی ہے۔نماز میں امام کی کامل پیروی میں سب نمازی ہر رکنِ نماز بجالاتے ہیں۔پانچوں وقت کی ہر نماز، ہر نماز کی ہر رکعت اور ہر رکعت کا ہر رکن جیسے قیام، رکوع، سجدہ اور باقی سب ارکان ہیں جو نمازی کو روزمرّہ اُمورِ حیات میں اطاعت و فرمانبرداری کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔یہ نماز ہے جو ارکانِ اسلام میں سے ایک ایسی چیز ہے جو مسلمان اور کافر میں تمیز کرتی ہے اس طور نماز کو اس کی اصل روح کے ساتھ پڑھنے والے لوگوں پر یہ عیاں ہوتا ہے کہ اطاعت مسلمان کی اور عدم اطاعت کافر کی پہچان ہے۔

تقویٰ اور اطاعت کا باہمی تعلق: مذہب اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس پہ عمل دُنیوی اور اُخروی فلاح کا ضامن ہے جو تقویٰ کے بجُز ممکن نہیں ہے۔لہٰذا اسلام کا اصل حاصل اور مغز تقویٰ ہے۔اگر یہ حاصل نہیں ہوا تو لاف و گزاف کے سوا کچھ نہیں۔جیسا کہ مسیحِ پاکؑ فرماتے ہیں:

ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی تو سب کچُھ رہا ہے

(درثمین اُردو)

جہاں تک تقویٰ کا تعلق ہے یہ اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔تقویٰ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کرتے ہوئے بنی نوع انسان کے حقیقی خادم بننے کے نتیجہ میں عطا ہوتا ہے۔رسولِ کریم ﷺ سے پہلے انبیاء بھی تقویٰ اور اطاعت کی طرف بھرپور توجہ دلاتے رہے ہیں۔قرآن کریم ان مضامین سے مزّین ہے۔حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ، حضرت شعیبؑ سبھی اپنی اپنی قوموں کو فاتقواللہ و اطیعون۔(پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو) کا درس دیتے رہے۔(سورۃ الشعراء: 111، 127، 133، 145، 151، 164، 180)

کرونا وائرس کے موجودہ دور میں اس خطرناک وبا سے بچنے کیلئے ہمیں اپنے خالق و مالک کی طرف جھکتے ہوئے اپنا تعلق باللہ مضبوط کرنا چاہیئے، پنجوقتہ نمازوں کو اوّل وقت میں حضور قلب سے ادا کرنے کے علاوہ تہجد اور نوافل کا بھرپور باقاعدہ اہتمام کرنا چاہیئے۔حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا ہر پہلو سے خیال رکھتے ہوئے اپنے جیون ساتھی، بچوں، والدین سے دوستانہ محبت اور باہمی احترام کا مضبوط تعلق ہونا چاہیئے۔اسی طرح اپنے سبھی رشتہ داروں، عزیز دوستوں، جاننے والے غرباء، مساکین، ضرورت مندوں کی دلی خلوص و پیار اور ایثار کے بھرپور جذبہ سے خدمت کیلئے ہر آن مستعد رہنا چاہیئے اور مسیحِ پاک علیہ السلام کے للّٰہی ارشاد سچے ہوکر جھوٹوں کی طرح تذلّل اختیار کرو کو پلے باندھتے ہوئے باہمی رنجشوں اور کدورتوں کو دل و دماغ سے صاف کرنا چاہیئے اور انا، دکھاوے اور تکبر کے جِنوں سے بچتے ہوئے اپنی زندگی مخلوق خدا کی ہمدردی اور خدمت میں وقف کرنی چاہیئے۔اللہ کی اطاعت میں قرآن کریم کے علوم و عرفان سیکھنے، دوسروں کو سکھانے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے سے انشاء اللہ ہم بامراد ہوسکتے ہیں اور اللہ کی حفاظت کے حصار میں آسکتے ہیں۔ایم ٹی اے کی نشریات سے بھرپور استفادہ اور خلیفۂ وقت سے مضبوط تعلق ہمیں اپنے اردگرد دجالی فتنوں اور جملہ خطرات سے بچا سکتا ہے۔وباللہ التوفیق

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

اللہ علیہ وسلم کی شان ہے جو احمدی بیان کرتے ہیں اور جو ہر احمدی کے ایمان کا حصہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے وہ بلند مقام عطا فرمایا ہے اور وہ مرتبہ عطا فرمایا ہے جس کے ماننے والے کو اور جس سے عشق کرنے والے کو اور جس کی حقیقی رنگ میں پیروی کرنے والے کو اور جس کا اُمّتی بننا فخر سمجھنے والے کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کا مقام عطا فرمایا۔

بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ہی کی پیروی میں نبی اللہ ہیں۔اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اللہ نہ مانیں تو پھر ہمارا یہ دعویٰ بھی غلط ہوگا کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اسلام کا غلبہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے ذریعے ہوگا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کا غلبہ کا وعدہ رسول کے ساتھ ہے جیسا کہ اس آیت میں ظاہر کیا گیا ہے۔کسی مجدد یا کسی مصلح کے ساتھ نہیں ہے۔اسلام کے آخری زمانہ میں غلبہ کا وعدہ مومنین کی اُس جماعت کے ساتھ ہے جو ''وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ (الجمعۃ: 4)'' کی مصداق بننے والی ہے۔تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کو تاکید فرمائی تھی اور یہ نصیحت فرمائی تھی کہ جب مسیح و مہدی کا ظہور ہو تو خواہ برف کی سِلوں پر سے بھی گزر کر جانا پڑے تو جانا اور جا کر میرا اسلام پہنچانا۔کیوں؟ اس لئے کہ اس سے اپنے ایمان کو بھی مضبوط کرو گے اور اسلام کے غلبہ کی جو آخری جنگ لڑی جانے والی ہے، جو تلوار سے نہیں، جو توپ سے نہیں بلکہ دلائل و براہین سے لڑی جانے والی ہے، اُس میں حصہ دار بن کر میری حقیقی پیروی کرنے والے بن جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن جاؤ گے۔حقیقی مومن کہلانے والے بن جاؤ گے۔

پس احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس لئے ایمان لائے کہ آپ کے ساتھ جُڑ کر ہم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان میں بھی مزید پختہ ہوں اور اسلام کے غلبہ کے نظارے بھی دیکھیں۔پھر یہ بھی یاد رہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی نہیں تو پھر خلافت بھی نہیں۔کیونکہ خلافت کا اس لئے نبوت کے ساتھ تعلق ہے کہ خلافت نے منہاجِ نبوت پر چلنا ہے۔آپ علیہ السلام خاتم الخلفاء تھے اور اس خاتم الخلفاء ہونے کی وجہ سے آپ کو نبی کا درجہ ملا اور اس کے بعد پھر آپ کے ذریعہ سے سلسلہ خلافت شروع ہوا۔پس جماعت احمدیہ کے نظام خلافت کا جو ہر ایک تسلسل ہے اس کا تعلق اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی تسلیم کریں، مانیں اور یقین رکھیں۔ایک مرتبہ کچھ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے اُن کے ایمان کی مضبوطی کے لئے مختلف تفصیلی نصائح فرمائیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔فرمایا کہ:

صرف زبان سے بیعتِ توبہ نہ ہو، بلکہ دل سے اقرار ہو، اور جب یہ ہوگا تو پھر خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کے نظارے بھی دیکھو گے۔بیعت کرنے والا چاہتا ہے (اور حقیقت میں کا اُس کی یہ خواہش ہوتی ہے) کہ وہ بیعت کر کے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرے۔اور یہ نظارے آجکل بھی بیعت کرنے والے دیکھتے ہیں۔روحانیت میں بڑھتے جاتے ہیں۔کئی بیعت کرنے والے جو ہیں وہ اپنے خطوط میں یہ ذکر کرتے ہیں بلکہ ایک پاک تبدیلی جو اُن میں پیدا ہوتی ہے، اُسے دوسرے بھی دیکھ کر محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔بیوی بچے حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیا تھا اور ابھی کیا ہوگیا ہے؟۔یہ کیا انقلاب ہے جو اس میں پیدا ہوا ہے۔تو یہ سچی بیعت ہے جو اس قسم کی پاک تبدیلیاں پیدا کرے۔

پھر ان بیعت کرنے والوں کو آپ نے یہ نصیحت بھی فرمائی کہ کبھی اپنی بیعت کو کسی دنیاوی مقصد سے مشروط نہ کرنا بلکہ اپنے اعمال میں بہتری پیدا کرو اور پھر دیکھو اللہ تعالیٰ بغیر انعام اور اجر کے نہیں چھوڑتا۔پھر فرمایا کہ بیعت کر کے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔تکالیف آتی ہیں مگر آہستہ آہستہ حقیقی مومن دشمنوں پر غالب آتے جاتے ہیں کیونکہ اُس کا وعدہ ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔(ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 219 تا 221)

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ''ہمارے غالب آنے کے ہتھیار، استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدّنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں''۔فرمایا کہ ''نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔جب نماز پڑھو تو اُس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوقِ الٰہی کے متعلق ہو، خواہ حقوق العباد کے متعلق ہو، بچو''۔(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 221,222)

(خطبہ جمعہ 13/ مئی 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

(ظ۔ الف۔ توقیر)

رمضان کا تیسرا عشرہ آگ سے آزادی اور اس کی مناسبت سے بعض دعائیں جو قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ میں مذکور ہیں

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے رمضان کے تیسرے حصے یا تیسرے عشرہ کا نام عِتْقٌ مِّنَ النَّار فرمایا ہے۔یعنی وہ عشرہ جو آگ سے آزادی دلانے والا ہے۔ اس میں انسان اپنے آپ کو دوزخ سے دور کر سکتا ہے، آگ سے بچا سکتا ہے اور ایسے اعمال بجالا سکتا ہے جن کا نتیجہ جنت اور خدا تعالیٰ کی رضامندی کا حصول ہے۔

رمضان کے اس آخری عشرہ کے حوالہ سے قرآن کریم اور احادیث میں جو دعائیں بیان ہوئیں ہیں ان میں سے بعض پیش ہیں۔

آگ سے آزادی کے حصول کے لئے قرآن کریم میں مذکور دعائیں

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی دعایوں بیان ہوئی ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (البقرۃ:202)

اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی حَسَنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حَسَنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

مومنین کی ایک دعا یوں بیان ہوئی ہے:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ وَ اعۡفُ عَنَّا ٝ وَ اغۡفِرۡ لَنَا ٝ وَ ارۡحَمۡنَا ٝ اَنۡتَ مَوۡلٰىنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ (البقرۃ:287)

اے ہمارے ربّ! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر (ان کے گناہوں کے نتیجہ میں) تُو نے ڈالا اور اے ہمارے ربّ! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تُو ہی ہمارا والی ہے پس ہمیں کافر قوم کے مقابل پر نصرت عطا کر۔

اللہ کے بندوں کی ایک دعا یوں بیان ہوئی ہے:

رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران: 17)

اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

صاحبِ عقل لوگوں کی ایک دعا یوں بیان ہوئی ہے:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ۔الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ رَبَّنَاۤ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَہٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ (آل عمران: 191تا193)

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحبِ عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (اور بے ساختہ کہتے ہیں) کہ اے ہمارے ربّ! تُو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تُو پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے ربّ! جسے تُو آگ میں داخل کر دے تو یقیناً اُسے تُو نے ذلیل کر دیا اور ظالموں کے کوئی مددگار نہیں ہوں گے۔

آگ میں داخل ہونے والی امتوں کی ایک دعا یوں بیان ہوئی ہے:

قَالَ ادۡخُلُوۡا فِیۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ فِی النَّارِ ؕ کُلَّمَا دَخَلَتۡ اُمَّۃٌ لَّعَنَتۡ اُخۡتَہَا ؕ حَتّٰۤی اِذَا ادَّارَکُوۡا فِیۡہَا جَمِیۡعًا ۙ قَالَتۡ اُخۡرٰىہُمۡ لِاُوۡلٰىہُمۡ رَبَّنَا ہٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوۡنَا فَاٰتِہِمۡ عَذَابًا ضِعۡفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ قَالَ لِکُلٍّ ضِعۡفٌ وَّ لٰکِنۡ لَّا تَعۡلَمُوۡنَ۔ وَ قَالَتۡ اُوۡلٰىہُمۡ لِاُخۡرٰىہُمۡ فَمَا کَانَ لَکُمۡ عَلَیۡنَا مِنۡ فَضۡلٍ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡسِبُوۡنَ (الاعراف:39-40)

(تب) وہ (اُن سے) کہے گا کہ ان قوموں کے ساتھ جو جن و انس میں سے تم سے پہلے گزر گئی ہیں تم بھی آگ میں داخل ہو جاؤ جب بھی کوئی امت داخل ہو گی وہ اپنی ہم قماش امّت پر لعنت بھیجے گی یہاں تک کہ جب وہ سب کے سب اس میں اکٹھے ہو جائیں گے تو ان میں سے بعد میں آنے والی اپنے سے پہلی کے بارہ میں کہے گی کہ اے ہمارے ربّ! یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا پس ان کو آگ کا دوہرا عذاب دے۔ وہ کہے گا کہ ہر ایک کو دوہرا (عذاب) ہی مل رہا ہے لیکن تم جانتے نہیں۔ اور ان میں سے پہلی (جماعت) دوسری سے کہے گی تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں تھی پس عذاب چکھو بسبب اس کے جو تم کَسب کیا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کی ایک دعا یوں بیان ہوئی ہے:

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ٭ۖ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلۡ دُعَآءِ۔ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ (ابراہیم: 41- 42)

اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔ اے ہمارے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہو گا۔

حضرت ابراہیمؑ کی ایک اور دعا یوں بیان ہوئی ہے:

رَبِّ ہَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ۔ وَ اجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ۔ وَ اجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ۔ وَ اغۡفِرۡ لِاَبِیۡۤ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیۡنَ۔ وَ لَا تُخۡزِنِیۡ یَوۡمَ یُبۡعَثُوۡنَ۔ یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوۡنَ۔ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ (الشعراء:84تا90)

اے میرے ربّ! مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر۔ اور میرے لئے آخرین میں سچ کہنے والی زبان مقدّر کر دے۔ اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔ اور میرے باپ کو بھی بخش دے یقیناً وہ گمراہوں میں سے تھا۔ اور مجھے اُس دن رُسوا نہ کرنا جس دن وہ (سب) اٹھائے جائیں گے۔جس دن نہ کوئی مال فائدہ دے گا اور نہ بیٹے۔ مگر وہی (فائدہ میں رہے گا) جو اللہ کے حضور اطاعت شعار دل لے کر حاضر ہو گا۔

آگ سے آزادی کے حصول کے لئے احادیث نبویہ میں مذکور نبی کریم ﷺ کی بعض دعائیں حسبِ ذیل ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا، وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں قبر کے عذاب سے۔ اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے۔ اور تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی کے فتنہ سے اور موت کے فتنہ سے۔ اے اللہ! مَیں تیری پناہ میں آتا ہوں گناہ سے اور مالی بوجھ سے۔

کسی کہنے والے نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؐ اس قدر کثرت سے کیوں مالی بوجھ سے پناہ طلب کرتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: جب آدمی پر مالی بوجھ پڑتا ہے تو جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب الدعاء قبل السلام حدیث نمبر 832)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کو یہ دعا سکھاتے تھے جیسے آپؐ انہیں قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ کہو:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

اے اللہ! ہم تیری پناہ میں آتے ہیں جہنم کے عذاب سے۔ اور مَیں تیری پناہ میں آتا ہوں قبر کے عذاب سے۔ اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب مایستعاذ منہ فی الصلاۃ، حدیث نمبر 590)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا اور ان سے کہا کہ اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے قبر کے عذاب کے بارہ میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! قبر کا عذاب ہو گا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپؐ نے کوئی نماز پڑھی ہو اور قبر کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو۔

(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر، حدیث نمبر 1372)

حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پڑھایا تو میں نے آپؐ کی دعا یاد کر لی۔ آپؐ کہہ رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهٗ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ - أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔

اے اللہ! اس کو بخش دے۔ اس پر رحم کر۔ اس کو عافیت سے رکھ اور اس سے درگزر کر اور اس کی باعزت مہمانی فرما۔ اور اس کے داخل ہونے کی جگہ کو وسیع کر دے اور اسے پانی اور برف اور اَولوں سے دھو دے اور اسے بدیوں سے صاف کر دے جیسے ایک سفید کپڑے کو تو آلودگی سے

صاف کرتا ہے۔ اور اسے بدلے میں اس کے گھر سے بہتر گھر دے اور اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے عطا کر اور اس کے ساتھی سے بہتر ساتھی دے۔ اور اس کو جنت میں داخل کر اور اس کو قبر کے عذاب سے پناہ دے یا (کہا) آگ کے عذاب سے۔

(راوی) کہتے ہیں یہانتک کہ مجھے خواہش ہوئی کہ کاش وہ مرنے والا میں ہوتا۔

(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ۔۔۔، حدیث نمبر 963)

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ، وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں سستی اور بڑھاپے سے اور چٹی اور گناہ سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے اور آگ کے فتنہ سے اور قبر کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے اور امیری کے فتنہ کے شر سے اور محتاجی کے فتنہ کے شر سے اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو برف کے پانی اور ٹھنڈک سے دھو ڈال اور میرے قلب کو خطاؤں سے یوں صاف کر دے جیسے سفید کپڑا گندگی سے دھویا جاتا ہے۔ اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان دوری پیدا کر دے جیسا کہ تُو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری پیدا کی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الاستعاذہ من ارذل العمر۔۔۔ حدیث 6375)

حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ جب شام کرتے تو آپ کہتے:-

أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ - أُرَاهُ قَالَ :- لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

ہم نے شام کی اور بادشاہت اللہ کے لئے ہو گئی۔ اور ہر قسم کی تعریف کا مستحق اللہ ہے۔ اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ (راوی نے کہا) میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ نے فرمایا: اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے جس کا وہ ارادہ کرے۔ میں تجھ سے وہ خیر طلب کرتا ہوں جو اس رات میں ہے اور وہ خیر جو اس کے بعد ہے۔ اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس رات کے شر سے اور اس شر سے جو اس کے بعد ہے۔ اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں سستی اور بڑھاپے کی تکلیف سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔

اور جب آپؐ صبح کرتے تو آپؐ یہ بات پھر کہتے اور کہتے:

ہم نے صبح کی اور بادشاہت اللہ کے لئے ہو گئی۔ اور ہر قسم کی تعریف کا حقدار اللہ ہے۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب ما جاء فی الدعاء اذا اصبح واذا امسی، حدیث نمبر 3390)

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ کہتے:-

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي، وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَزِدْنِي عِلْمًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔

اے اللہ! مجھے فائدہ دے اس کے ذریعہ جو تُو نے مجھے سکھایا۔ اور مجھے علم عطا فرما جو مجھے فائدہ دے۔ اور مجھے علم میں بڑھا۔ اور اللہ ہی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے ہر حال میں۔ اور میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب دعاء رسول اللہ ﷺ، حدیث نمبر 3833)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:-

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ۔

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں قبر کے عذاب سے۔ اور تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے۔ اور تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے۔

(سنن النسائی کتاب الجنائز باب التعوذ من عذاب القبر، حدیث نمبر 2060)

ابو نضرہ بیان کرتے ہیں حضرت ابنِ عباسؓ بصرہ کے لوگوں کے منبر پر تھے کہ میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا یقیناً اللہ کے نبی ﷺ ہر نماز کے بعد چار چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپؐ کہتے:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ، مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْأَعْوَرِ الْكَذَّابِ۔

میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں قبر کے عذاب سے۔ اور میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں آگ کے عذاب سے۔ اور میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں فتنوں سے جو اُن میں سے ظاہر ہو گئے اور جو پوشیدہ ہیں۔ اور میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں اندھے اور جھوٹے کے فتنہ سے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 292 حدیث نمبر 2667(2778)

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا نبی ﷺ نے چار یا دو رکعت نماز نہیں پڑھی مگر میں نے آپؐ کو دعا کرتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ, وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الصَّدْرِ وَسُوءِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور سینے کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کی تکلیف سے۔

(صحیح ابن حبان کتاب الرقائق باب الاستعاذۃ، ذکر الخصال التی یستحب للمرء فی التعوذ۔۔۔ حدیث نمبر 1002)

عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں سنا اور وہ فرض نماز نہ تھی (یعنی نوافل تھے)۔ جب آپؐ آگ کے ذکر پر آتے تو کہتے:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ۔

مَیں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے۔ ہلاکت ہے آگ والوں کے لئے۔

(المعجم الکبیر جلد 7 صفحہ 79 ثابت البنانی عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلی، دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ انہیں بخار اور ہر قسم کی دردوں اور تکلیفوں میں سکھایا کرتے تھے کہ وہ لوگ یہ کہا کریں:

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ، مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔

اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت بلند شان والا ہے۔ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں جو بہت عظمت والا ہے، جوش مارنے والی رگ سے اور آگ کی حرارت کے شر سے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب ما یعوذ بہ من الحمی حدیث نمبر 3526)

حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور اس نے کہا یقیناً قبر کا عذاب پیشاب کی وجہ سے ہو گا۔ میں نے کہا تُو نے جھوٹ کہا۔ اس نے کہا کیوں نہیں۔ ہم پیشاب کی وجہ سے چمڑا اور کپڑا کاٹتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے باہر تشریف لے گئے تو ہماری آوازیں بلند ہو گئیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے آپؐ کو بتایا جو اس عورت نے کہا تو آپؐ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ پھر آپؐ نے اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی مگر نماز کے بعد آپؐ نے کہا:

رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ أَعِذْنِي مِنْ حَرِّ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ»

جبرائیلؑ اور میکائیلؑ اور اسرائیلؑ کے رب مجھے محفوظ رکھ آگ کی حرارت سے اور قبر کے عذاب سے۔

(سنن النسائی کتاب السہو باب نوع آخر من الذکر والدعاء بعد التسلیم، حدیث نمبر 1345)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کی کیا رائے ہے، اگر مجھے معلوم ہو کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو اس میں مَیں کیا کہوں؟ آپؐ نے فرمایا تم کہو:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔

اے اللہ! یقیناً تُو بہت زیادہ عفو و درگزر کرنے والا ہے اور تُو عفو و درگزر کو پسند کرتا ہے پس تُو مجھ سے عفو اور درگزر سے کام لے۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب نمبر 88/84 حدیث نمبر 3513)

حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا رسول اللہ ﷺ کو ایک روز میں نے بستر پر نہ پایا تو مَیں آپؐ کی تلاش میں نکلی۔ میرا ہاتھ آپؐ کے پاؤں کے اندرونی حصہ پر لگا- اور آپؐ مسجد میں تھے- اور دونوں پاؤں کھڑے رخ تھے۔ آپؐ کہہ رہے تھے:-

اَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ ۔

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں تیری رضامندی میں تیری ناراضگی سے۔ اور تیری عافیت میں تیری سزا سے۔ اور مَیں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں تیرے ذریعہ۔ مَیں تیری تعریف کا شمار نہیں کرسکتا۔ تُو اُسی طرح ہے جیسا کہ تُو نے اپنی ذات کی تعریف بیان فرمائی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب مایقول فی الرکوع والسجود، حدیث نمبر 486)

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کوئی بندہ جو بھی دعا مانگتا ہے تو اس دعا سے بڑھ کر کوئی دعا افضل نہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

اے اللہ! میں تجھ سے عافیت طلب کرتا ہوں دنیا میں اور آخرت میں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

(سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب الدعاء بالعفو والعافیۃ، حدیث نمبر 3851)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا نبی ﷺ جب رات کو تہجد پڑھنے کے لئے اٹھتے تو فرماتے:۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰھُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ - أَوْ: لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ

اے اللہ! سب تعریفوں کا تُو حقدار ہے۔تُو آسمانوں اور زمین کو قائم رکھنے والا ہے اور ان کو بھی جو اُن میں ہیں اور ہر قسم کی تعریف کا تُو ہی مستحق ہے۔آسمانوں اور زمین کی بادشاہت تیری ہے اور ان کی بھی جو اُن میں ہیں۔ ہر قسم کی تعریف کا تُو ہی مستحق ہے۔تُو آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے اور ان کا جو اُن میں ہیں۔ اور ہر قسم کی تعریف کا تُو ہی مستحق ہے۔تُو برحق ہے اور تیرا وعدہ برحق ہے اور تیری ملاقات برحق ہے اور تیرا ارشاد برحق ہے اور جنت برحق ہے اور آگ برحق ہے اور انبیاءؑ برحق ہیں اور محمد ﷺ برحق ہیں اور موعود گھڑی برحق ہے۔ اے اللہ! میں تیرے حضور جھکا ہوں اور تیری خاطر میں نے جھگڑا کیا اور تیرے حضور فیصلہ چاہا۔ پس تُو مجھے بخش دے جو میں نے پہلے آگے بھیجا اور جو بعد کے لئے رکھ دیا۔ اور جسے میں نے پوشیدہ کیا اور جس کا میں نے اظہار کیا۔تُو مقدم ہے اور تُو موٴخر ہے۔صرف تُو ہی عبادت کے لائق ہے یا (فرمایا) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(صحیح البخاری کتاب التہجد باب التہجد باللیل۔۔۔، حدیث نمبر 1120)

حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ ابوسلمہؓ کے پاس تشریف لائے۔ ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔ آپؐ نے ان کو بند کر دیا پھر فرمایا روح جب قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں پیچھا کرتی ہیں۔ ان (ابو سلمہؓ) کے گھر والوں میں سے کچھ لوگ چلائے تو آپؐ نے فرمایا اپنے لوگوں کے لئے بھلائی کے سوا کوئی دعا نہ کرو کیونکہ جو تم کہتے ہو ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهٗ فِي قَبْرِهٖ، وَنَوِّرْ لَهٗ فِيهِ۔

اے اللہ! ابوسلمہؓ کو بخش دے اور اس کا درجہ ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند کر اور پیچھے رہنے والوں میں اس کے بعد تو خلیفہ ہو اور اے رب العالمین! ہمیں اور اسے بخش دے اور اس کے لئے اس کی قبر میں فراخی پیدا کر دے اور اس کے لئے اس میں روشنی کر دے۔

(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب فی اغماض المیت والدعاء لہ اذا حضر، حدیث نمبر 920)

اے خدا ہم سب کی التجاؤں اور مناجات کو قبول فرما اور ہمیں قبر اور آگ کے عذاب سے دور کرتے ہوئے اپنی جنتوں میں داخل فرما اور ہمیں ان سب سے بڑھ کر اپنی رضوان کا حاصل کرنے والا بنا دے۔ آمین یا رب العالمین

رپورٹ: سیّد شمشاد ناصر۔ امریکہ

جلسہ یوم مسیح موعود باسٹن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ باسٹن کو 20 مارچ بروز ہفتہ بذریعہ زوم جلسہ یوم مسیح موعودؑ منانے کی توفیق ملی۔ جلسے کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جو مکرم منیب احمد شریف صاحب نے سورۃ الجمعہ کی پہلی چار آیات کی تلاوت سے کیا اور اس کے بعد ان آیات کا انگریزی میں ترجمہ بھی پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم مقبول سعید بابر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم "نور فرقاں ہے" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی اور اس کا انگریزی میں ترجمہ بھی پیش کیا۔

جلسے کے پہلے مقرر ایک طفل عزیزم دانیال احمد تھے۔ آپ نے "حضرت مسیح موعودؑ، آپ کا پیغام اور آپ کا مقصد" کے عنوان پہ بہت مؤثر رنگ میں تقریر کی جس میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ سے واقعات پیش کیے اور احمدیت کے قیام کے اغراض ومقاصد بیان کیے۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر عاصف جمیل صاحب نے "پاور پوائینٹ" کی سلائیڈز کی مدد سے پہلی شرط بیعت بیان کی اور اس کے مختلف پہلوؤں پہ روشنی ڈالی بالخصوص اس پہلو پر کہ کس طرح شرک ہماری روزمرہ زندگیوں میں چھپ کر داخل ہو جاتا ہے اور ہمیں کس طرح اس کو بھانپنے اور پھر اس سے بچتے رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ معزز مقرر نے جابجا حاضرین سے سوالات کر کے انہیں تبادلہء خیالات کا موقع فراہم کیا جس سے محفل میں ایک باہم دلچسپی کی فضا قائم ہوگئی اور ایک سیر حاصل گفتگو کا باعث بنی۔

اس کے بعد مکرم ومحترم مربی سلمان طارق صاحب نے حاضرین سے حضرت مسیح موعودؑ کی آمد اور اسلام کی احیائے نو کے موضوع پر خطاب کیا۔ اپنے خطاب میں مکرم مربی صاحب نے دور جدید میں پیدا شدہ بدعات کا تذکرہ کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ کس طرح ان پر عمل کرنا شرک کے نئے نئے راستے کھولنے کا باعث ہوسکتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے مختلف رسومات جیسے سالگرہ منانا، گریجویشن منانا، وغیرہ کی تقریبات پہ بیجا اصراف کی مثالیں پیش کیں اور احباب کو توجہ دلائی کہ بدعات پہ مبنی ان تقریبات سے اجتناب کرنا چاہیے اور جن تقریبات کی اجازت ہے ان میں بھی اصراف سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آخر پہ مکرم ڈاکٹر کریم شریف صاحب، صدر جماعت نے اختتامی کلمات کے طور پہ قادیان سے کئی تصاویر دکھائیں جن سے اس بستی کی پرانی حالت کا کچھ اندازہ ہوتا تھا کہ کس طرح یہ تمام دنیاوی وسائل کے بغیر ایک گمنام سی بستی تھی جہاں حضرت مسیح موعودؑ پیدا ہوئے اور یہیں اپنے دعاوی کا اعلان کیا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے اطلاع دی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ قادیان کے اس وقت کے حالات کے پیش نظر ایسا ہونا انتہائی ناممکن بات تھی۔ لیکن آج دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدی احباب جماعت اس پیشگوئی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اور آپ وہ خوش قسمت اور مبارک وجود ہیں جن کے ذریعے یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ اس سلسلے میں جماعت احمدیہ امریکہ نے کل بروز اتوار ایک پروگرام کا انتظام کیا ہے جس کے تحت پورے ملک میں ایک ہی وقت ساڑھے بارہ بجے "The Messiah has Come" کے سائن بورڈ پکڑ کر سڑکوں پہ تبلیغ کی جائے گی۔ آپ سب سے درخواست ہے کہ اس پروگرام میں جوش و جذبے کے ساتھ شرکت کریں۔ مبارک وہ جو اس میں شامل ہوں۔

اس کے بعد تمام حاضرین کو سوال و جواب کا موقع فراہم کیا گیا۔ حاضرین نے بڑی دلچسپی سے متعدد موضوعات پہ سوالات کیے جن کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ ان سوالات میں شرک کی اقسام، شرک کی بخشش ہو سکتی ہے یا نہیں، کیا حضرت آدم پہلے انسان تھے، جن، ابلیس اور شیطان کی حقیقت پہ مبنی موضوعات زیر بحث آئے۔ یہ سلسلہ آدھ گھنٹے سے زیادہ دیر تک جاری رہا جس سے حاضرین کی دلچسپی عیاں ہوتی تھی۔ آخر پہ مکرم مربی سلمان طارق صاحب نے دعا کروا کر اس مبارک جلسے کا اختتام کیا۔

04 مئی 2021ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	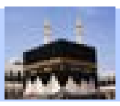	04:26	18:47
مدینہ منورہ	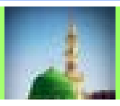	04:20	18:53
قادیان	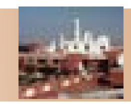	04:10	19:11
ربوہ		03:50	18:50
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:01	20:30